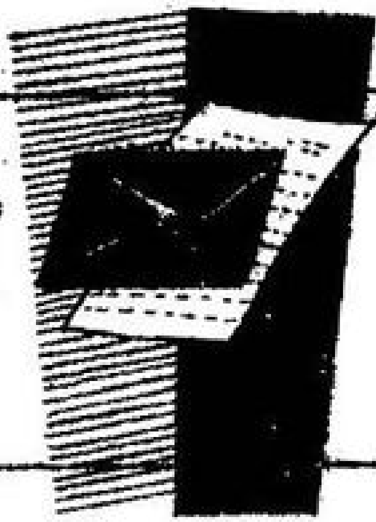

عالم اسلام کی باتیں

مکتوبِ بغداد

مولانا شیر علی شاہ مدرس دار العلوم حقانیہ ــــــ بنام ــ مولانا سمیع الحق

مدینۃ السلام
بغداد
۲۵ رمضان المکرم ۱۳۸۶ھ

ـــــــ کافی دن گزرنے کے بعد آج کچھ تحریری ملاقات و مخاطبت کا شرف لطف حاصل کر رہا ہوں۔ روزانہ کوئی موقع تلاش کرتا رہتا ہوں کہ آپ کو کوائف نامہ ارسال کروں مگر فرصت نہیں ملتی بسوں میں دن رات سفر کرنے سے مسافر کو فرض نماز پڑھنے کا بمشکل موقع ملتا ہے۔ اور اگر دو تین دن بعد کسی منزل میں رکنا بھی پڑتا ہے۔ تو وہاں چند گھنٹے آرام اور پھر وہاں کے مشاہد اور قابل دید مقامات دیکھنے میں وقت صرف ہو جاتا ہے ــ

اذا وصف الناس اشواقہم　　　فشوقی لوجھک لا یوصف

واحسن من ھذا ما قال قائل وکانہ قال فی حقی ــ

الشوق فوق الذی اشکوا الیک　　　وھل تخفیٰ علیک مبا بافی ما شواقی

یہ خط قطب العصر امام الاولیا حضرت الشیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ کے روضہ سے لکھ رہا ہوں۔ بغداد میں ۲۱ رمضان المبارک کو بخیریت پہنچ گیا ہوں۔ دو دن کاظمین (جو بغداد کا ایک محلہ ہے اور یہاں سے تین چار میل دور ہے) کے ایک ہوٹل میں قیام رہا۔ وہاں شیعہ آبادی میں حضرت امام موسیٰ کاظم کا ایک بہت بڑا مزار ہے جسکے مینار اور دروازے قبر کی جالی تمام سونے کے ہیں۔ شیعہ مردوں اور عورتوں کا وہاں ہر وقت ہجوم رہتا ہے۔ وہ قبر کے ارد گرد طواف کرتے ہیں۔ اس مزار کے قریب حضرت امام ابو یوسفؒ کا مزار ہے۔ جہاں احناف کی ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔ مگر میں اب تک ان کے روضہ کی زیارت سے مشرف نہیں ہو سکا۔ اپنے روحانی شیخ اور امام جنکی فقہ بچپن سے لیکر اب تک پڑھتے رہے اور ان کے تقویٰ و فتویٰ۔ پختہ دلائل اور متعارضہ روایات میں عمدہ تطبیق اور دیگر علمی و عملی کارہائے نمایاں سے دل میں ان کی عزت و احترام اور ان سے جو محبت تھی وہ ان کے مرقد مبارک پر جاکر اور زیادہ اور پختہ ہوئی۔ میں عشاء کی نماز کیلئے وہاں گیا۔ مگر جب پہنچا تو نماز ہو گئی تھی۔ خادم کو کہا تو اس نے مزار کا دروازہ کھولا۔ مسنون سلام اور دعا کی۔ فاتحہ و درود اور قرآن مجید کی چند سورتیں پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں حضرت الاستاد شیخ الحدیث دامت برکاتہم کیلئے دل سے بے اختیار دعائیں نکلیں کہ ان کی آغوش تربیت میں رہ کر اس صاحب روضہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قوی مسلک اور ٹھوس براہین کا علم ہو گیا ہے۔ بحمد اللہ امام الفقہاء کا روضہ بدعات و رسوم سے پاک ہے۔ یہاں دیگر مزارات کیطرح مرد و زن کا اختلاط نہیں۔ اور نہ طواف کا ناجائز رسم اور نہ موم بتی جلانے کا رواج ــــــ قبر مبارک کی جالی پر اللہ تعالیٰ کے ۹۹ اسمائے حسنیٰ پیتل سے لکھے گئے ہیں۔

اور ان کے نیچے یہ عبارت لکھی گئی ہے۔

لہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل وقال لو کان العلم بالثریا لتناولہ رجال من فارس. ھذا مرقد الامام الاعظم والمجتہد الاقدم ابی حنیفۃ النعمان بن الثابت الکوفی کانت ولادتہ سنۃ ثمانین ووفاتہ رحمہ اللہ ورضی عنہ سنۃ خمسین ومائۃ ومما فیہ قیل بہ

اذا ما الناس یوما قایسونا — بآبدۃ من الفتیا ظریفہ
اتیناھم بمقیاس عتید — یصیب من طراز ابی حنیفہ
یذل لہ المقاییس حین یفتی — ویدھش عندہ انجح المنیفہ
ولم یقتس الامور علی ھواہ — ولکن قاسمہا بتقی وخیفہ
فاوضح للخلائق مشکلات — نوازل کن قد ترکت وقیفہ
وعی الآثار عن نبل ثقات — غزار العلم مشیخۃ حصینہ
وان اباحنیفۃ کان بحرا — بعید الغور فرمنہ نظیفہ

وقد جدد العمل بعد اندراسہ ومحو آثارہ فی ظل جلالۃ ملیک البلاد العراقیۃ الملک العربی الہاشمی المعظم صاحب الجلالۃ سیدنا فیصل بن الحسین ادام اللہ بالعز والسعادۃ ایامہ وخلد الملک فیہ وفی عقبہ الی یوم القیامۃ وکان ذالک فی سنۃ سبع واربعین وثلثمائۃ والف من الہجرۃ من لہ العز والشرف من ہجرۃ النبی العربی الہاشمی الکریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔

یہ مبارک مرقد ایک کمرہ کے اندر ہے جسکی لمبائی چوڑائی بیس فٹ ہے۔ یہ کمرہ ایک عظیم جامع مسجد کی جانب جنوب میں واقع ہے۔ یہاں کا خطیب شیخ عبد القادر ہے۔ جو ایک معمر عالم ہے۔ اس محلہ کو اعظمیہ کہتے ہیں۔ اور یہاں احناف کی کثیر تعداد موجود ہے۔ اعظمیہ دریائے دجلہ کے ساحل پر آباد ہے۔ دجلہ دریائے لنڈوا سے چوڑائی میں کم ہے۔ دجلہ کے کنارے تفریح گاہیں، ہوٹل، باغات موجود ہیں سنا ہے کہ بطل اسلام شیدائے کتاب وسنت حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور مجتہد عظم حضرت امام محمدؒ کی قبور بھی دجلہ کے کنارے پر ہیں۔ قطب دوران شیخ شبلیؒ اور ابراہیم بن ادھم امام کرخیؒ حضرت سلمان فارسیؓ کے مزارات بھی یہاں سے کچھ فاصلے پر ہیں۔ مگر اب تک وہاں جانیکا موقعہ نہیں ملا۔ کاظمین میں دو دن کے قیام کے بعد یہاں محلہ باب الشیخ میں کرایہ کا ایک مکان مل گیا ہے۔ ماہوار ایک دینار کرایہ ہے۔ یہاں کا ایک دینار پاکستان کے بیس روپیہ بنتے ہیں۔ صاحب مکان ایک بلند اخلاق انسان ہے۔ تراویح کے بعد جب میں اپنے مکان میں چلا گیا جس کمرہ میں میرا قیام ہے، وہاں الماری میں ٹیلیویژن پڑا ہوا ہے۔ اس نے ٹیلیویژن لگایا اور کہا کہ آپ کو یہاں کے مشائخ کی تقریر سناتا ہوں۔ چند سکینڈ میں یہاں کے ایک مشہور عالم نے رمضان کے فضائل و برکات کا بیان شروع کیا جو سامنے ایسا نظر آتا تھا گویا ہمارے ساتھ مخاطبہ کر رہا ہے۔ اس نے دوران تقریر میں شراب کی مذمت بیان کی اور شرعی

نقطۂ نگاہ سے اسکی قباحت بیان کی۔ پھر اس نے ایک ڈاکٹر سے جو اس کے ساتھ بیٹھا تھا جسمانی، اقتصادی خرابیاں جو شراب سے پیدا ہوتی ہیں دریافت کیں۔ اس نے مدلل طور پر اور انگریز ڈاکٹروں کے حوالے سے شراب نوشی کے مضرات بیان کئے۔ ٹیلیویژن کا یہ منظر اگرچہ تہران میں بھی دیکھا تھا۔ مگر یہاں دیکھ کر خوشی ہوئی کہ اسکے ذریعہ قرآن و حدیث کی کچھ اشاعت ہو رہی ہے۔ کاش! ہمارے پاکستان میں بھی اسے دین کی اشاعت کیلئے استعمال کیا جائے ـــ

کل یہاں عصر کی نماز کے بعد ایک مصری عالم نے غزوۂ بدر، فتح مکہ کے حالات کو موثر انداز سے بیان کیا۔ حضرت الشیخ جیلانیؒ کی مسجد میں ہر وقت بہترین قاری اور جید مشائخ تبلیغ کرتے رہتے ہیں جس سے طبیعت بہت متاثر ہوتی رہتی ہے۔ یہاں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی سب حنفی امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ البتہ صبح کے وقت شوافع غلس میں نماز پڑھتے ہیں ـ اور احناف اسفار میں۔ حضرت الشیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا مزار صبح اور عشاء کی نماز کے بعد کھلتا ہے۔ ہزاروں لوگ زیارت کیلئے آتے رہتے ہیں۔ مزار کے جال پر اسماء حسنیٰ کے نیچے یہ عبارت درج ہے ــ

انا من رجال لا یخاف جلیسھم   ریب الزمان و لا یری ما یرھب

افلت شموس الاولین و شمسنا   ابداً علی افق العلی لا تغرب

علی بابنا قف منہ ضیق المناھج   تعز بعلی القدر من ذی المعارج

این خوابگہ حضرت غوث الثقلین است   نقد کرم حیدر و نسل حسنین است

مادرش حسینی نسب است و پدرا   زاولاد حسین یعنی کریم الابوین است

یہاں کا ماحول بھی استفادہ کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔ مصر کے مبلغین یہاں موجود ہیں۔ اور مختلف موضوعات پر بعد از نماز عصر و مغرب تقریریں کرتے ہیں۔ یہاں باب الشیخ میں طلبۂ علوم دینیہ کی بھی تربیت گاہ موجود ہے۔ شوق ہے کہ کسی وقت ان کے اسباق سن لوں ـــ بغداد کے سنی حضرات بہت خوش خلق۔ نیک اور دیانت دار ہیں۔ شیعہ لوگ قدرتی طور پر بدخو اور سنگدل ہیں۔ ایران میں دل ہر وقت تنگ رہتا تھا۔ وہاں تو ما سوائے زاہدان کسی بھی شہر میں حنفیوں کی مسجد تک موجود نہیں۔ زاہدان میں ایک بڑی جامع مسجد موجود ہے جسکے خطیب مولانا عبدالعزیز صاحب ہیں۔ تبلیغی جماعت کے دورہ پر پشاور بھی آتے ہیں۔ اور ہمارے دارالعلوم حقانیہ سے آگاہ ہیں۔ بڑے عالم اور مبلغ ہیں۔ ایران کے ساحلی علاقہ پر بلوچ آباد ہیں۔ اور تمام حنفی ہیں جس طرح پاکستان میں بلوچستان ایک وسیع علاقہ ہے۔ اسی طرح ایران میں بھی بلوچستان کا ایک بہت بڑا صوبہ ہے۔ ایران میں کھانے کی چیزیں بہت مہنگی ہیں۔ یہاں عراق میں بہت سستی ہیں۔ وہاں صرف ظاہری صفائی، مکانات کی چمک دمک ہے۔ جہاں بھی جائیں "یا علی" کی آوازیں سنیں گے۔ بس میں سوار ہوں گے تو "یا علی" کے نعرے۔ ریڈیو سے "یا علی"۔ بعض ہوٹلوں میں میں نے خود دیکھا ہے کہ علی کو اوپر لکھا گیا ہے اور اللہ کو نیچے۔

ہم جس بس پر تہران سے آئے اس میں ڈرائیور ہر وقت یہ ریکارڈ لگاتا تھا جس میں یہ شعر بھی تھا۔

علی اوّل علی آخر ھو الباطن ھو الظاھر   امامت را علی والی نبوت را علی والی

شیعہ باجماعت نماز نہیں پڑھتے ان کے نزدیک امامت حضرت زین العابدینؒ کے بعد ختم ہوگئی ہے۔ اگر کسی شیعہ کو باجماعت نماز پڑھنے کا شوق ہوتا ہے۔ تو وہ کسی بچے کو کرسی پر بٹھا کر اس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتا ہے کیونکہ وہ بچہ معصوم ہے اور معصوم کے پیچھے انکی اقتداء صحیح ہے ـــ ایران کی آبادی دو کروڑ پچاس لاکھ ہے جس میں صرف ۲۰ لاکھ سنی ہیں۔ اور بیس لاکھ میں سے کچھ بابی، یہودی، آرمن، بہائی، سکھ، گبر و ترسا وغیرہ موجود ہیں۔ باقی دو کروڑ شیعہ ہیں۔ یہاں تصویر پرستی، بت پرستی کا منظر ہر جگہ نمایاں ہے ہر چوک میں کسی نہ کسی بادشاہ یا وزیر کے مجسمے موجود ہیں حضرت آدمؑ اور حواؑ کے فوٹو ہر جگہ بکتے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب طائف میں تشریف لے گئے اور وہاں کے باشندوں نے پتھر برسائے تو اس حالت کے فوٹو بھی ایران کے ہوٹلوں میں آویزاں ہیں۔ ایک فوٹو ایسا بھی دیکھا کہ حضورؐ بیٹھے ہیں۔ ان کے ایک طرف فاطمہؓ اور دوسری طرف حضرت حسنؓ و حسینؓ بیٹھے ہیں۔ اور پیچھے حضرت جبرائیلؑ کھڑے ہیں۔ یہاں دین کی بڑی بے ادبی ہو رہی ہے۔ کتب فروش جو فٹ پاتھ پر ہوتے ہیں قرآن مجید کے نسخے زمین پر رکھتے ہیں۔

یہاں معتبر ذرائع سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ایک دفعہ یہاں ایک شیعہ کی آخری حالت تھی۔ اور اس کے احباب و اقارب اس کی چارپائی کے اردگرد بیٹھے تھے۔ ہر ایک اس قریب الموت کو کہتا آغا علی بگو۔ آغا علی بگو۔ تا جان بآسانی برآید۔

انکی اذان بھی انوکھی قسم کی ہے۔ اذان دیتے وقت ایک ہاتھ کان پر اور ایک ہاتھ میں سگریٹ ـــ جب ایک کلمہ پڑھ لیتے ہیں تو سگریٹ کا کش لگاتے ہیں۔ اور اگر کوئی دوست آجائے تو موذن کو دوران اذان میں کہتا ہے۔ آغا حال شما خوب است۔ موذن جواب دیتا ہے خیلے ممنون مرسی۔

مرسی غالباً فرانسیسی لفظ ہے جو ایران میں بہت رائج ہے۔ مشہد میں مشہور مزار حضرت امام رضا رحمۃ اللہ علیہ پر اگر کوئی آئے تو وہاں کئی مزدور کھڑے ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک زائر کو کہتے ہیں۔ کہ میں آپ کو سلام پڑھاؤں گا۔ خاص کلمات ہیں جو انہوں نے یاد کئے ہوتے ہیں۔ ہم کو بھی کہا مگر ہم نے انکار کیا۔ وہ کہنے لگا کہ تمہارا اسلام درست نہیں۔ صرف چند ٹکوں کی خاطر وہ بہت غصہ ہوا۔

ایک سنی مشہد کے مزار میں گیا تو ایک شیعہ سلام خواں نے اس سے نام دریافت کیا۔ اس نے کہا میرا نام محمد اشرف ہے۔ وہ دلال بہت غصہ ہوا اور کہا کہ جو نام میں بتاؤں وہ رکھنا کہا غلام علی نام رکھ دو۔ محمد اشرف نے کہا۔ نہیں۔ پھر کہا غلام حسین، غلام حسن، غلام رضا۔ محمد اشرف نے کہا کہ محمد اشرف نام پر مجھے فخر ہے۔ عام لوگ ایران کی بہت تعریفیں کرتے ہیں۔ وہ بے چارے یہاں کی ظاہری دلفریبیوں کے شکار ہو جاتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ یہاں پاکستانیوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاسکتا ہے۔ مگر جب کوئی پاکستانی وضو کرے یا نماز پڑھے تو پھر ہنستے ہیں۔ میر جاوہ جو ایران کی سرحد ہے۔ وہاں روزہ داروں کا جبراً روزہ تڑوایا جاتا ہے۔ مجھے بھی وہاں کے ڈاکٹر نے کہا کہ یہ گولیاں کھاؤ۔ میں نے کہا روزہ ہے۔ کہنے لگا۔ آپ کو یہ دوائی کھانی ہوگی۔ ورنہ شام تک۔ یہاں بیٹھے رہو گے۔ میں نے کہا بہت اچھا ـــ زاہدان آکر معلوم ہوا۔ کہ بہت سے حاجیوں کے روزے وہاں تڑوائے گئے ہیں

سبزوار کے ایک ہوٹل میں ایک شیعہ نے ہم سے پوچھا کہ شما مسلمان ہستید یا شیعہ۔ میں نے جواب دیا ۔۔۔ کہ شیعہ نزد شما مسلمان نیستید ۔ ؟ وہ خاموش ہوگیا۔ پھر اس آدمی نے کچھ دیر بعد پوچھا کہ شما لعنت بر عمرؓ ہے فرستید۔ (العیاذ باللہ) ہم نے کہا اگر عمرؓ (خاکم بدہن) مستحق لعنت بودے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ دختر خود ام کلثومؓ را در عقد وے چرا دادے ۔ یعنی اگر حضرت عمرؓ لعنت کے مستحق ہوتے تو حضرت علیؓ اپنی بیٹی ام کلثوم کو انکے عقد میں کیوں دیتے ۔

مشہد ۔ شیراز ۔ کرمان ۔ اھواز ۔ آبادان ۔ تبریز ۔ تہران ۔ قم ۔ ہمدان ۔ کرمان شاہ ۔ اصفہان جسکو نصف جہان کہتے ہیں دیکھنے کے قابل شہر ہیں ۔ ہم نے تو صرف سرسری نگاہ سے بعض شہر دیکھے ۔ پورے طور پر دیکھنے کا موقعہ نہیں ملا۔ سب سے زیادہ خوبصورت شہر تہران ہے ۔ صاف ستھری سڑکیں ۔ کشادہ راستے ۔ ہوٹلوں میں مکمل صفائی ۔ آرام دہ بسیں ۔ سستے کرایہ پر چلنے والی بہترین کاریں ۔ قابل تعریف ہیں ۔۔۔ یہاں کا یہ امر بھی قابل تقلید ہے کہ ایرانیوں کے حقوق بہت محفوظ ہیں حالانکہ یہاں شہنشاہیت ہے ۔ مگر ایک چپڑاسی کو بھی اپنے حقوق کے مطالبہ کا حق حاصل ہے ۔ پولیس کا بڑے سے بڑا افسر کسی ٹیکسی والے کو جبراً اپنی بیگار میں نہیں رکھ سکتا ۔ ٹریفک کا انتظام بہت شاندار ہے ۔ یہاں "دست راست برو" کا معاملہ ہے ۔ دائیں طرف سے ٹریفک ہے ۔ اور عراق میں بھی دائیں طرف کی ٹریفک ہے ۔

آج اتفاقاً یہاں کے مدرسہ القادریہ باب الشیخ کے دیکھنے کیلئے گیا ۔ عربی طلبہ سے بات چیت ہوئی ان سے معلوم ہوا کہ یہاں دو پاکستانی طلبہ ہیں ۔ وہاں جا کر ان سے ملاقات کی ۔ اس کمرے میں جامعہ ازہر کا ایک فاضل بھی بیٹھا تھا ۔ اس فاضل نے مجھ سے اردو میں پوچھا کہ آپ کہاں کے باشندے ہیں ۔ میں نے کہا لیث مردے کے ضلع میں اکوڑہ خٹک ایک گاؤں ہے ۔ وہاں کا رہنے والا ہوں ۔ اور وہاں ایک مذہبی ادارہ ہے اس کا ایک ادنیٰ مدرس ہوں ۔ اس نے کہا آپ کا نام شیر علی شاہ تو نہیں ۔ ؟ میں نے کہا آپ کو کیسے معلوم ہوا ۔ ؟ اس نے کہا میں نے آپ سے کافیہ پڑھا ہے ۔ اور دار العلوم حقانیہ میں ایک سال استفادہ کر چکا ہوں ۔ خوشی اس بات پر ہوئی کہ وہ جامعہ ازہر سے فارغ ہوا ہے ۔ اور بحمد اللہ مسنون ڈاڑھی سے اس کا چہرہ مزین ہے ۔ یہ فاضل محمد لقمان ہزارہ کا باشندہ ہے ۔ اور وہاں اس کا نام کچھ اور تھا بعد میں تبدیل کیا ہے ۔ اب یہاں عراق یونیورسٹی میں اسکو داخلہ کی اجازت دیدی گئی ہے ۔ پاکستانی طلبہ نے کہا کہ آؤ ہم آپ کو اپنے ایک بزرگ سے ملاقات کرائیں چنانچہ ان کے ساتھ ایک کمرہ میں داخل ہوئے ۔ دیکھا ایک معمر عالم ایک طالب العلم کو سیرۃ کی کتاب پڑھا رہا ہے ۔ اس نے درس بند کیا ۔ ہم نے کہا نہیں اپنا سبق پورا فرمائیں ۔ وہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا واقعہ بیان کر رہے تھے ۔ اور ناقہ کے اٹھنے بیٹھنے کا ۔ اور مدینہ منورہ کی بچیوں اور بچوں کے استقبال کے اشعار تفصیل سے بیان کئے ۔ درس سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے بتایا کہ یہ ہمارا استاد ہے آپ سے ملنے کیلئے آیا ہے ۔ کہا میں خود علماء کی زیارت کا مشتاق ہوں ۔ اور پھر فرمایا کہ زیارت اموات سے ذہن موت کو یاد کرتا ہے ۔ اور زیارت صلحاء اور علماء سے

اپنے آپ کو روحانیت میں رنگا ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ مدت سے بغداد دیکھنے کی تمنا تھی۔ وہ خداوند قدوس نے پوری فرمائی۔ فرمایا ہاں انسان کے مختلف اوقات میں مختلف تمنائیں ہوتی ہیں۔ اور تبدل اطوار سے مستمنیات بدلتے رہتے ہیں۔ پہلے کسی عالم کی زیارت کی تمنا ہوتی ہے۔ پھر آہستہ آہستہ کسی عالم ربانی کی دید کی تمنا ہوتی ہے۔ اور آخر جاکر یہ تمنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دید اور اللہ تعالیٰ کے دیدار حاصل ہونے سے ختم ہوگی۔ آخر میں کسی فاضل نے پوچھا کہ قبروں سے مرادیں مانگنا۔ ولی کو حاضر ناظر سمجھنا کیسا ہے۔ اس نے فرمایا غلط ہے کفر ہے۔ لاخالق الا اللہ۔ اور فرمایا کہ ہم حضورؐ کو جو افضل خلق اللہ ہیں قاضی الحاجات اور حاضر ناظر نہیں مانتے اوروں کو کیسے مانیں۔ اور پھر فرمایا بعض لوگ تصوف کے منکر ہیں۔ مگر ہم تو وسط طریق پر ہیں۔ ہم بزرگوں کی کرامات مانتے ہیں۔ اور اس پر قرآن اور احادیث سے استشہادات بیان کئے پھر طریقت کے فوائد بیان کئے۔ میں نے کہا دارالعلوم دیوبند کے ایک بہت بڑے عالم ربانی اور قطب دوران مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے کسی نے پوچھا۔ ما الفرق بین الشریعۃ والطریقۃ۔ تو انہوں نے جواب دیا بینہما نسبۃ المخدومیۃ والخادمیۃ۔ یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ پھر مجھ سے پوچھا کہ مشغلہ کیا ہے۔ میں نے کہا علم دین کا ایک خادم اور دارالعلوم حقانیہ میں معمولی مدرس ہوں۔ پھر دارالعلوم حقانیہ کے احوال و کوائف طلبہ کی تعداد۔ طرز تعلیم۔ مسلک۔ تاریخ تاسیس اور سالانہ مصارف کا پوچھا اور کہا کہ آمدنی کہاں سے ہے۔ میں نے کہا کہ پاکستان کے مسلمان حسب استطاعت اعانت کرتے ہیں۔ بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ عوام کی خوش قسمتی ہے کہ ان کی کمائی صحیح مصرف میں خرچ ہو رہی ہے۔ میں نے پھر ان سے کہا کہ دارالعلوم حقانیہ کے بانی اور مدیر خود ایک عالم ربانی ہیں اور علماء ربانیین سے بڑی محبت رکھتے ہیں۔ آپ دارالعلوم حقانیہ اور اسکے بانی مولانا عبدالحق صاحب و اراکین و اساتذہ و طلبہ و معاونین کیلئے دعائیں فرمائیں۔

چنانچہ اسی وقت درود اور فاتحہ پڑھ کر جامع مانع دعا فرمائی اور حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب کا اسم گرامی لیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ ان کی حیات طیبہ کو اشاعت دین میں صرف فرماوے اور دینی عزائم میں کامیابی بخشے۔

فرمانے لگے کہ اس دور میں علماء حقانی کا وجود مغتنمات میں سے ہے۔ پھر میں نے ان سے حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے روضہ کے بارہ میں پوچھا کہ کہاں پر ہے تو شیخ عبدالکریم الکردی مدظلہ نے الخاک لہجہ میں جواب دیا کہ سنہ ۱۳۵۰ھ میں میں اپنے استاد کے ہمراہ انکی زیارت کرنے کیلئے گیا تو ان کا روضہ دریائے دجلہ کے کنارے پر بہت بوسیدہ اور شکستہ حالت میں تھا۔ انہوں نے وہاں کے لوگوں سے کہا کہ یا تو اسکے نیچے مضبوط دیوار اٹھائیں یا اسے کسی دوسری محفوظ جگہ منتقل کردیں۔ مگر کسی نے اس طرف توجہ نہ کی اور افسوس و حسرت ہے کہ دجلہ میں سیلاب آنے کی وجہ سے ان کا روضہ دریا میں بہہ گیا۔ اور پھر فرمایا کہ یہ وہ شیخ تھے جن کے بارہ میں امام شافعیؒ جب یہاں سے جا رہے تھے تو فرمایا تھا۔ ما ترکت فی بغداد افقہ من احمد بن حنبل۔ مزید انہوں نے بتایا کہ حذیفہ بن

صاحب اسرار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[۶] کا روضہ بھی ان کے قریب تھا۔ مگر جب حکومت کو امام احمد بن حنبل کے روضہ کے بہہ جانے کا علم ہوا تو حذیفہ کا مزار یہاں سے اٹھا کر حضرت سلمان فارسی کے روضہ کے قریب ان کو لایا گیا۔ جو یہاں سے تقریباً ایک گھنٹہ کے سفر پر دور ہے۔ یہاں بغداد میں مؤلف قدوری صاحب روح المعانی۔ شیخ شبلی۔ شیخ جنید بغدادی۔ معروف کرخی۔ امام زین العابدین کے چار صاحبزادوں کے مزارات ہیں۔ ابراہیم بن ادہم کا روضہ بھی یہاں ہے۔ یہاں سے کربلا۔ نجف کو بس میں ایک روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ کوفہ بھی قریب ہے۔ بصرہ تک موٹر میں چھ گھنٹے کا راستہ ہے۔ علماء کرام اور مشائخ بغداد سے ابھی تک ملاقات نہیں ہوئی۔ شیخ کردی نظلہٗ ایک بہت بڑے بزرگ اور علوم ظاہرہ ، باطنیہ کے عالم ہیں۔ منطق و فلسفہ میں خاص مہارت رکھتے ہیں۔ رخصت ہوتے وقت انہوں نے فرمایا کہ آپ سے کسی وقت تفصیلی باتیں کروں گا۔ میں کہا یہ تو میری سعادت ہوگی۔ اور اس راستہ سے سفر کرنے کا ثمرہ ہوگا۔

اب عشاء کی اذان ہو رہی ہے۔ ستائیسواں روزہ ہے۔ یہاں روزہ منگل کا تھا۔ سندھی لوگوں کے ہجوم در ہجوم آرہے ہیں۔ ہر سندھی کے ساتھ دو عورتیں اور پانچ پانچ چھ چھ بچے ہوتے ہیں۔ یہاں آکر بھیک مانگتے ہیں۔ اسی طرح شیعہ لوگ گلگت وغیرہ سے آکر یہاں بھیک مانگتے ہیں۔ جو پاکستان کے لئے بدنامی کا باعث ہے۔ ان کی وجہ سے دیگر حاجیوں کو سخت پریشانیاں درپیش ہیں۔ سفارت خانے چلے جائیں تو سندھیوں کی لائنیں لگی ہوتی ہیں ــــــ

فقط والسلام ــ

سید علی شاہ عفی عنہ

---

[۱] ترجمہ :- "بیشک اللہ تعالیٰ سے علماء ہی ڈرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہیں۔ اور فرمایا کہ اگر علم ثریا ستارہ پر ہو تو میری امت میں فارس کے بعض لوگ اسے حاصل کرکے رہیں گے (اس میں حضرت امام اعظم کی بشارت فرمائی) یہ امام اعظم اور برگزیدہ مجتہد ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی کا مزار ہے۔ جنکی ولادت ۸۰ھ اور وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی ــــــ (اشعار کے بعد) اس عمارت کے کام کی تجدید ۱۳۴۷ھ میں شاہ فیصل بن حسین کی حکومت میں کی گئی۔"

[۲] کوئی پیدا کرنے والا سوائے خدا کے نہیں۔

[۳] شریعت اور طریقت میں کیا فرق ہے۔

[۴] ان میں ایک خادم دوسرا مخدوم ہے۔ [۵] میں نے بغداد میں امام احمد سے زیادہ فقیہ نہیں دیکھا۔

[۶] حضور کے رازدان صحابی۔